نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

قیمت سالیانہ بلا محصول عہ۱ | قیمت سالیانہ مع محصول عہ

نمبر ۲۷ - جلد ۱۱ | لودیانہ ۵ جولائی ۱۸۸۳ء | قیمت فی پرچہ ۶ پائی

گلدستۂ اخبار

کابل کا معاملہ آجکل گڑبڑ ہوا معلوم ہوتا ہی = **امیر کابل** نے اب ایک کروڑ روپیہ سرکار انگریزی سے طلب کیا ہی = **شنواریوں** نے ۱۸ ہزار فوج کی جمعیت سے کابل پر لڑنیکا ارادہ کر لیا ہی = **ایشیائی کوچک** میں روسیوں کی سازشیں بڑی گرما گرمی کے ساتھ ہو رہی ہیں = **شاہ** ایران نے امیر کابل کو لکھا ہی کہ اگر انگریز تمہاری امداد نکرینگے تو میں بھی تمہارا مددگار نہ ہونگا = **ایوبخان** کا ایک قاصد امیر کابل کے پاس یہہ پیغام لیکر آیا ہی کہ روسیوں کے نتیجہ میں افغانستان کو نہ دینا چاہئے = **حاکم** لالپورہ نے امیر کابل سے بغاوت اختیار کی ہی = **افغانستان** کے سرداروں میں یہہ مشہور ہو رہا ہی کہ امیر کابل نے جو عہدنامہ انگریزوں کے ساتھ کیا تھا وہ منسوخ ہوا چاہتا ہی = **جرمن** کے شہنشاہ کی عمر اب ۸۶ برس تک پہونچی ہی = **ہرات** کی جانب امیر کابل عنقریب دورہ کرنے والے ہیں = **پشاور** میں مشہور ہی کہ افغانستان کے کوہستانی سردار انکے برخلاف کھڑے ہو گئے ہیں = **چین** کا سپہ سالار اپنی فوجیں روس کے مقابلہ کے لئے لیکر کاشغر میں داخل ہو گیا ہی = **آرمینا** کا ایک سفیر لکھتا ہی کہ مجکو چاروں طرف سے یہہ آثار ظاہر ہوتے ہیں کہ سلطنت روم کو زوال ہوتا جاتا ہی = **کلکتہ** میں دیسی اخبارات کے ایڈیٹروں کی ایک کمیٹی قایم ہوئی ہی = **سکندر آباد** کے وکٹوریہ ہال میں لڑکوں کی دعوت تھی لڑکوں میں ہنگامہ برپا ہوا زینے سے اترتے وقت ۱۸۰ لڑکے کچل کر مر گئے = **ترکستان** کے باشندے روس کے حکام سے سخت ناراضی ظاہر کر رہے ہیں = **فرانس** میں جنگی سامان سرعت کے ساتھ تیار ہو رہے ہیں = **قوم** جو اکی بہ موسم سرما آئندہ میں پنجاب کی فوج بھیجی جاویگی = **سوڈان** سے مصری فوج نے اپنی کمک کیواسطے اور فوج طلب کی ہی = **مصر** میں شور مچ رہا ہی کہ اسکندریہ کا گذشتہ کشت و خون خدیو کی سازش سے ہوا تھا = **ملتی** فوج کی اب تعداد ہندوستان میں ۲۰۰ آدمیوں کی ہو گئی ہی = **جزیرہ** انڈمان یعنی کالے پانی میں دو افغانوں نے ایک انگریز کو مار ڈالا = **افغانستان** کی مفتوحہ توپیں توڑ پھوڑ کر نیلام کیجاوینگی = **کاشمیر** میں آتش زدگی سے چار سو مکانات جل گئے = **تجویز** ہو رہی ہی کہ چلتے ہوئے جہازوں کے ساتھ تار برقی پیوستہ رہے = **امیر کابل** شنواریوں سے صلح کرنیکے لئے انکے سرداروں کو ۶۰ ہزار روپیہ دینا منظور کرتے ہیں = **شاہ** ایران کا ارادہ ہی کہ موتیوں کی تجارت کو محفوظ رکھنے کیواسطے ۲ جہاز ۴۰ ہزار پونڈ کو خرید کئے جاویں = **چین** اور فرانس میں اسقدر دشمنی ترقی کر رہی ہی کہ عنقریب جنگ ہوا چاہتا ہی = **کلکتہ** کی نمایش گاہ میں ہندوستان کے مہاراجے اور نواب شامل ہونگے = **لنڈن** میں افواہ ہی کہ زار روس و بیگم آئندہ موسم خزاں میں انگلنڈ کو تشریف لائینگے اور حضور قیصر ہند کے مہمان ہوں گے = **برہما** کی سفارت کل یورپ کے شہروں کی سیاحت کریگی اور اب وہ فرانس میں ہی = **امرتسر** میں سکھوں کا ایک بڑا مدرسہ عنقریب جاری ہوا چاہتا ہی = **چینی** وزیر پیرس میں مع اپنے سٹاف کے داخل ہو گیا ہی = **بابو** سریندر ناتھ بنرجی ایڈیٹر بنگالہ اخبار آج قید سے رہا ہو گئے = **پنجاب** کے اکثر اضلاع میں بارش کا لگا لگ گیا ہی = **شملہ** بڑے زور شور سے بارشیں ہو رہی ہیں = **فیروزپور** اور لودیانہ کے درمیان عنقریب ریلوے کا کام شروع ہونیوالا ہی = **شہزادہ** ویلز نے بھی لارڈ رپن کی حکمت عملی کی تائید کی ہی = **ولایت** کو منی آرڈر روانہ کرنیکا محصول یکم جولائی سے ایک روپیہ سیکڑہ ہو گیا ہی = **ڈائرکٹر** جنرل ہند نے حکم دیا ہی کہ عورتوں کو ڈاکخانہ میں نوکری نہ دیجاوے = **روس** میں فرقہ نہلسٹ نے مکرر اشتہار دیا ہی کہ یا تو ہمارے فرقہ کے قیدی رہا کئے جاویں ورنہ ہم زار کو ضرور قتل کرینگے = **بنگال** احاطہ میں زراعت کے واسطے کافی بارش ہو گئی ہی۔

نورافشاں

امیر کابل کی موجودہ حالت

ہماری گورنمنٹ کی طرف امیر کابل کا موجودہ رخ اس قدر دوستانہ نہیں ہے جیسا کہ ہونا واجب تھا۔ اول ہی سے امیر عبدالرحمن نے سرکار انگریزی سے تمام اپنے معاملات میں کشیدگی اختیار کی جس سے اس درجہ کا بھروسا امیر پر نہیں ہو سکتا جو دوسری حالت میں ہوتا۔ سر لیپل گرفن صاحب نے بھی کسقدر امیر کی اس حالت کو قبول کر لیا ہے اور اگر اس معاملہ میں اور ثبوت نہوتے تو صرف یہی ایک امر کہ عبدالرحمن خاں سرکار انگریزی کی مرضی پر سید محمود بادشاہ سردار کنار کی نسبت غور نہیں کرتا اس رپورٹ کی صداقت تسلیم کرتا ہے سید محمود بادشاہ سرکار انگریزی کا دوست رہا ہے اور جنگ کابل میں دوستانہ اتحاد و سلوک کرتا رہا ہے تمام افغانی سرداروں میں سے انگریزوں کا کوئی ایسا دوست نہ تھا جیسا کہ کنار کا بادشاہ مگر تو بھی امیر کابل نے اس بادشاہ کو اپنے ملک سے جلاوطن کر دیا اور یہہ حرکت ۱۸۵۵ء کے عہد و پیمان کی دفعہ ۳ کے فقرہ کے عین مخالف ہے

فقرہ مذکور میں مندرج ہے کہ امیر دوست محمد خاں والی کابل آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے دشمنوں کا دشمن ہوگا اور دوستوں کا دوست۔

امیر عبدالرحمن خاں دوست محمد خان متوفی کا پوتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ میں اپنے دادا کی وراثت کا حقدار ہوں لیکن اس عہد و پیمان کے عین مخالف کارروائی کر رہا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ امیر عبدالرحمن خاں اپنے والد افضل خان اور اپنے چچا محمد اعظم خان کی حالت سے بخوبی واقف ہے اور یہہ بھی جانتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کی دوستی اور امداد حاصل کرنے سے ناکامیاب ہونیکے باعث کابل کے تخت پر نہ رہ سکے جب سردار یعقوب خاں نے قندہار کو فتح کیا اور سردار اسمعیل خان کابل کا مالک بن بیٹھا تو امیر شیر علیخاں کی حالت ان دونوں علاقوں میں بہت ہی کمزور تھی لیکن لارڈ میو سابق ویسرائے ہند نے امیر شیر علیخان کے شاہی استقبال سے تمام افغانستان میں یہہ اثر پیدا کر دیا کہ انگریز امیر شیر علیخان کے حامی و مددگار ہیں اور اس صورت میں مقابلہ کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔ پس حال کہ دولت انگلشیہ اور انکے رعب اور دبدبہ نے ۱۸۶۹ء میں امیر شیر علیخان کے حالہ میں اسقدر اثر پیدا کیا اور اسیطرح امیر عبدالرحمان خان کے حق میں بھی عمل میں آیا جسکو خود عبدالرحمان خان دوسروں سے زیادہ جانتا ہے تو نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ امیر عبدالرحمان خان سرکار انگریزی کا ہوا خواہ نہو۔ اور ایسی حالت میں جبکہ اس سے اسقدر سلوک کئے گئے ہیں کہ شاید باید۔ اس بیوفائی کا یہی سبب ہے کہ اہل افغانستان کی طبیعت میں نامناسبت تو اول کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ہر عجیب قوم کی تواریخ اس امر کی شاہد ہے۔ افغانستان جیسی وحشی اور جاہل قوم کا شائستہ پیمانہ سے اندازہ کرنا بھی جہالت ہے۔ اور انکے کاموں اور حرکتوں کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ ضرور شائستہ ہونگے نادانی پر مبنی ہے۔ اس اپنی قومی طبیعت کے موافق بجائے اسکے کہ اس امداد کے عوض میں شکر گذار ہو جو اسنے انگریزی گورنمنٹ سے حاصل کی ہے وہ اس قول پر کہ انگلی پکڑکر پونچا پکڑے انگریزی گورنمنٹ سے اب کچھ اور طلب کیا چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ سر لیپل گریفن صاحب کے کسی یورپین اسسٹنٹ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو ایک کروڑ روپیہ دیا جاویگا باوجود سرکار انگریزی کے بار بار کے جواب سے امیر کابل کو معلوم ہو گیا ہے کہ ممکن نہیں ہے کہ ایسا وعدہ ہوا ہو اور اگر کسی نے کیا ہو تو بغیر منظوری سرکار تھا امیر کابل اسپر بھی ہٹ کئے جاتا ہے اور اپنے مراسلات میں ایسی عبارت استعمال کرتا ہے جو اسکو ایک ایسی گورنمنٹ کی جانب لکھنا جسکے طفیل سے آج وہ کابل کے تخت پر حکمران ہے ہرگز ہرگز زیبا نہیں ہے۔ اس صورت میں ہماری دانست میں انگریزوں کو ایسی حکمت عملی عمل میں لانی چاہئے کہ جس سے اسکو بخوبی معلوم ہو جاوے کہ انگریزی گورنمنٹ نے جسکو تخت کابل و قندھار وغیرہ دیا اس شرط پر کہ افغانستان میں دوستانہ اتحاد رہے اور اگر اب دوستی کا دم نہ بھرے تو سابقہ عہد و پیمان تمام فسخ کر دئے جاویں۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے عہد و پیمان پر بخوبی عمل کیا ہے اور امیر کے ملک سے فوج کو ہٹا لیا اب ضرور ہے کہ ان حقیقتوں کو امیر افغانستان پر بخوبی ظاہر کیا جاوے۔ اسمیں بھی کچھ شبہ نہیں کہ امیر عبدالرحمان خان ایک ذی ہوش شخص ہے اور وسط ایشیا میں ہماری پولیٹکل حالت کو اپنے آبا و اجداد سے بہتر سمجھتا ہے پس ضرور ہے کہ گورنمنٹ امیر کو خوب طور سے سمجھا دے کہ دوستی سے صرف نیک ہی خیالات مراد نہیں ہیں بلکہ پولیٹکل اخلاص مراد ہے جو ہمارے ۱۸۵۵ء کے عہد و پیمان کے دفعات سے بخوبی ظاہر ہے۔

اخبار ڈیلی نیوز لنڈن سے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں پادری جانسٹن صاحب نے دربارہ تعلیم ہندوستان ایک سپیچ دی جسمیں یہہ بیان کیا گیا کہ اسوقت ہندوستان میں سرکاری مدرسے ۱۲۹۴۹ ہیں جنمیں ۴۳۷۰۹۵ طلبہ تعلیم پاتے ہیں سوا ۵۰۲۰۷ مدرسے کہ جنکے طلبہ کی تعداد ۴۳۹۱۱۱ ہے۔ انکو کسیقدر امداد گورنمنٹ سے ملتی ہے اور ۵۰۷۵ ایسے جنمیں ۳۲۶۵۷ طلبہ ہیں بلا امداد سرکاری جاری ہیں۔

تعداد مذکورہ سے معلوم ہوا کہ کل ۲۱۹۵۶۱۴ طلبہ کی تعداد سے کہ جنکی اوسط روزانہ حاضری ڈیڑھ لاکھ سے کچھ کم ہے اسوقت ہندوستان میں تعلیم پاتے ہیں اور باقی ۲ لاکھ لڑکے ایسے ہیں کہ جنکے واسطے تعلیم کا کچھ سامان نہیں ہے۔ پادری صاحب نے اسوقت یہہ بھی کہا کہ ہندوستان کے باشندے اگر وہ عزت اور آبرو چاہتے ہیں جو اعلی درجہ کی تعلیم سے حاصل ہو سکتی ہے تو انکو لازم ہے کہ ترقی تعلیم میں مدد کریں۔ جہانتک ہمکو معلوم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ تمام طالبعلم جو آجکل ہندوستان کے مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں صرف نوکری کی غرض سے پاتے اور سمجھتے ہیں کہ جب نوکری مل گئی تو عزت خود بخود حاصل ہو جاویگی پر یہہ خیال انکا نہایت ہی غلطی پر ہے۔ ملک کی بہتری اور عزت اسکی اندرونی صنعت اور حرفت پر منحصر ہے اگر اعلی تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھلایا جاوے تو اسصورت میں ہندوستان اعلی درجہ کی عزت حاصل کر سکتا ہے۔

معجزہ کا امکان نمبر ۵

ہمنے صدر میں اُن اعتراضوں کا ملاحظہ کیا جو معجزہ کی تعریف پر وارد کئے گئے ہیں اب اُنپر غور کرینگے جو اُسکے امکان پر پیش ہوئے یہہ اعتراضات بھی فیلسوفوں اور علما کی جانب سے ہوئے ہیں جاہل اور بے علم لوگ معجزہ پر اعتراض نہیں کرتے وہ نہ صرف اُسکے امکان کو مانتے ہیں بلکہ اُسکا وقوع اور ظہور ضروری جانتے ہیں اُنکی ذاتی عقل بتا رہی ہے کہ معجزہ نقط ممکن ہی نہیں بلکہ وہ ظہور میں آیا اُنکے دینی خیالات سب اسی عقیدہ پر مبنی ہیں لیکن جبکہ انسان ذاتی عقل کی رہنمائی چھوڑ کر مصنوعی عقل پر بھروسہ کرتا ہے اور اُس علم کے غبار میں آ پھنستا ہے جو جھوٹھی اور ناتمام حکمت کا نتیجہ ہے تو وہ معجزہ کے حق میں شکی اور بے یقین ہو جاتا ہے علما کی طرف سے امکان معجزہ پر طرح طرح کے اعتراض صادر ہوئے ہیں اُن سبکو قید تحریر میں لانا لاطایل اور بیہودہ طوالت ہے لیکن اُنکو بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُن سب اعتراضات کی دو بنا ہیں اُن دونوں کا ابطال سبکے ابطال کو کافی وافی ہوگا

اول وحدت وجود یا ہمہ اوست کا خیال کہ خدا اور نیچر دونوں ایک ہی چیز ہیں اُن میں کچھ فرق نہیں اس خیال کو ماننے والے خدا کی شخصی ہستی کے قائل ہی نہیں وے خدا اور نیچر کو ایک ہی جانتے ہیں اُنکی سمجھ میں خدا اُس قوت کا نام ہے جس سے نیچر کام چلا رہی ہے نیچر نقط اُسکے ظہور کا نام ہے اِن دونوں کے درمیان ایسا ہی علاقہ ہے جیسا روح اور جسم میں اس خیال کے لوگ نہ صرف ہندوستان میں بکثرت پائے جاتے ہیں بلکہ یورپ کے ملک میں بھی اس خیال کے نظر آتے ہیں اُنکے سرگروہ اسپینوزا صاحب ہیں جس نے پہلے اس خیال کو یورپ میں رواج دیا یہہ لوگ معجزہ کے امکان سے انکاری ہیں کیونکہ نیچر کے باہر کسی ہستی کو جبکہ منظور نہیں کرتے تو نیچر کے فوق کام کو کب منظور کر سکیں گے +

اس خیال کی تردید میں ہمیں اسقدر کہنا کافی ہے کہ یہہ خیال بے اصل و پوچ و پا در ہوا ہے یہہ کسی قسم کے ثبوت کو اب تک نہیں پہونچا اُنکا مقولہ ہے کہ بلا ثبوت کسی امر کو منظور کرنا نہیں چاہئے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیونکر اس عقیدہ کو بلا ثبوت منظور کر لیا ہماری سمجھ میں اُسکو بدلایل ثابت کرنا ممکن نہیں کیونکہ امکان نہیں کہ کوئی عالم خلقت یا نیچر کے ہر مقام میں پہونچ سکے اور اُسکی ہر ایک حالت کو دریافت کرے عجب نہیں کہ وہ مقام اور وہ حالت جو اُسکی دریافت سے رہگئی ہے اُسمیں خدا کی شخصی ہستی کا نشان ہو مشہور مصنف فاسٹر صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ خدا کی ہستی کے انکاری ہونیکو ضرور ہے کہ انسان پہلے خود خدا بنجاوے ضرور ہے کہ اُسکے تجربہ بیحد و شمار خلایق کے برابر ہووے ضرور ہے کہ وہ ہر ایک مقام میں موجود ہووے اور ماضی و استقبال کی ہر ساعت اور آن کا پورا علم رکھے ضرور ہے کہ وہ مخلوق کی ہر ایک قوت سے واقف ہووے اور ہر ایک ہستی کی پہچان رکھے پیشتر اس سے کہ کہے کہ خلقت کے کسی مکان یا زمان میں خدا کی شخصی ہستی کا نشان نہیں +

دوسرا خیال جو معجزہ کے امکان پر اعتراضوں کی بنیاد ہے وہ یہہ ہے کہ خدا نیچر سے جدا ہے دونوں ایک نہیں اس خیال کو ماننے والے خدا کی شخصی ہستی کے انکاری نہیں اُسکو وہ مانتے ہیں کہ خدا دنیا سے جدا اور سب شے کا خالق ہے وہ نقط خدا کی ربوبیت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا دنیا کو بنا کر اُسکے انتظام سے الگ ہو بیٹھا اور اُسے نیچر کے قاعدے کے سپرد کر دیا خود کسی کام میں دخل نہیں دیتا اور یہہ مثال دیتے ہیں کہ خدا کی نسبت دنیا کے ساتھ ایسی ہے جیسے کل یا کسی آلہ کی اپنے بنانے والے کے ساتھ جب کوئی اُستاد کل بناتا ہے تو پھر اُسمیں کسی قسم کا تصرف نہیں کرتا جبتک اُسکے پرزے بگڑ نجاویں اُسیطرح خدا تعالیٰ دنیا کی بندوبست میں تصرف نہیں کرتا وہ مداخلت تبھی کرتا کہ اُسکی حرکت میں نقص پیدا ہوتا مگر یہہ ممکن نہیں کیونکہ خدا خود کامل ہے اور اُسکے ہاتھ کی بنائی مصنوعات بھی کامل ہیں +

اس خیال کی تردید میں بھی ہم اُسی تقریر مذکورہ بالا کو پیش کرتا جو پہلے قسم کی بابت پیش ہوئی مناسب اور کافی سمجھتے ہیں کہ یہہ خیال ہی خیال ہے بے اصل و بے بنیاد ہے اُسکو اب تک کسی نے دلیل سے ثابت نہیں کیا کہ خدا اپنی مخلوق کو پیدا کر کے اُسکی مداخلت سے یکسو ہو بیٹھا اب اُسکا تصرف کسطرح کا اُسمیں نہیں مثال یا دشتانت اُسکی سچائی کی کچھہ دلیل نہیں ہو سکتی مثال فقط اسواسطے ہوا کرتی ہے کہ وہ بات جسکو ثابت کیا ہے فہم میں بآسانی آجاوے تو معجزے کے منکروں کو پہلے یہہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات میں تصرف نہیں کرتا بعد ازاں کل اور اُسکے بنانے والے کی مثال دینی تھی اور اسواسطے کہ کل بنانے والا کل میں دست اندازی نہیں کرتا تو خدا بھی اپنی مخلوقات میں دخل نہیں دیتا سچ نہیں ہے کہ خدا دنیاوی کاروبار میں مداخلت نہیں کرتا یہہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے انگلنڈ کی ملکہ اپنی سلطنت کے امور میں مداخلت نہیں کرتیں تو کابل کا امیر بھی تصرف نہیں کرتا +

ہمارا عقیدہ یہہ ہے کہ خدا ایک شخصی ہستی رکھتا ہے جو دنیا سے الگ ہے لیکن دنیا کو سنبھالتا ہے اور اُسکے انتظام میں اپنی مرضی کے موافق دخل دیتا ہے ہم نیچر کے قاعدوں کے اثر و قوت سے انکاری نہیں ہیں لیکن ہم یہہ مانتے ہیں کہ وہ قاعدے خدا کی مرضی سے میسر ہوتے ہیں خدا قادر مطلق ہے اور جب چاہے اُسکا ظہور ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ اگر چاہے اپنی مرضی کو نیچر کے قاعدوں کے ذریعہ سے ظہور میں لاوے یا بغیر اُن قاعدوں کے اُسکی صورت دکھلاوے یہہ عقیدہ عقل سے مخالفت نہیں رکھتا اور بائبل میں جا بجا سکھایا اور بتایا گیا ہے اسلئے ہم اُسکو پسند اور منظور کرتے ہیں اگر منکرین اپنی تقریر کو ثابت کر دکھلاویں کہ ہمارا خیال صحیح نہیں اور اُنکا اپنا خیال صحیح اور عقل کے موافق ہے تو کیا مشکل ہم اُسکو منظور کرینگے مگر یہہ کہاں +

مراسلہ

نمبر ۳

کتاب اسلام و مسلمان

تصنیف جناب مولوی سید محمد حسین صاحب اغلب موہانی سابق نائب اڈیٹر وکیل اخبار

ری ویو

اپنے وعدہ کے موافق جو میں نے پچھلے نمبر میں کیا تھا کوشش کرتا ہوں کہ اپنے اصل مطلب کو اپنے دلی رفیق مولوی صاحب اور سید صاحب مندرجہ عنوان کے روبرو پیش کروں اے عالی نسبی والا حسبی سیدی! جناب باری تعالیٰ عزاسمہٗ کی ذات بابرکات کا بھید (جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے) ہمارے اور آپکے صرف فکر اور محض تصور اور مجرد عقل سے برتر ہے اور اُسکی ہستی کا طور بھی ایک نرالا اور انوکھا ہے۔ کیونکہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ہیں تو اس کہنے سے ہم اپنے کو دوسروں سے الگ کرتے ہیں اور صاف صاف فاعل و مفعول کا علاقہ لازم آتا ہے اور یہہ کہ قید زمان یعنے حال و ماضی و مستقبال مفہوم ہوتا ہے مگر یہہ تعینات اور یہہ قیدیں اپنے فاعل مطلق کی نسبت جو علت اوّل اور علت العلل ہے استعمال نہیں کرسکتے کوئی فلاسفر بلکہ کوئی دہریہ بھی اس سے منکر نہیں ہوسکتا کہ وہ قادر مطلق ہستی ان تعینات اور قیود امکان اور زمان وغیرہ سے بالکل مبرا اور پاک منزہ ہے۔ معزز اغلب!! اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ وہ ان سے کیوں مبرا اور منزہ ہے تو ہماری تسلی بیان تمام ہے وجہ یہہ کہ ہماری عقل یعنے مجرد عقل خود ایک تحیر کے سے عالم میں ہے ہرگز معلوم نہیں کہ بیان آپکا کیا حال ہوگا اگر ہماری آگاہی یا یوں ہی کہ ہدایت کے لئے کچھہ فرمایئے تو بہتر ہے۔

ہم اس سے بھی کچھہ منکر نہیں کہ عاقل انسان کو اختیار ہے کہ اس مسئلہ میں جو شخص جناب باری تعالیٰ کی پاک ہستی اور مقدس ذات اور صفات سے غرض ہو اپنے خیالات ظاہر کرے لیکن آپ ہم سے یہہ بات بہتر سمجھتے ہیں کہ خیال ایک علیحدہ معاملہ ہے اور تحقیق اور تدقیق کا پایہ کچھہ اور ہے۔ خیال کا دوسرا نام خواب ہے تحقیق اور تدقیق کا دوسرا نام عرفان یا معرفت ہے۔ الغرض اگر آپ اے موہانی صاحب!! تثلیث کو اس وجہ سے کہ مجرد عقل کو اس میں مشکلات درپیش آتی ہیں اپنے ہی خیال میں نہیں سمجھ سکتے تو آپ ہی نتیجہ نکال لیں کہ آپ کو اور آپ کے خیال کو کس درجہ پر سمجھیں ۔

ہمارے سید جی!!! ہمارا عقیدہ تثلیث کے بارہ میں یہہ ہے کہ وُہ ہستی مطلق جسکو اللہ یا خدا کہتے ہیں واحد ہے اور یہہ کہ اُسکے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں حتیٰ کہ اگر ہم دوسرا خدا کہیں یا مانیں تو لاریب ہم کافر جو آپ نام رکھیں وُہ ہیں۔ صرف ذات کو ذات ہی کے ساتھہ بیان کر دیجئے آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ جب ماسوا اللہ نہ تھا اکیلا خدا ہی تھا تب اُسکی ذات کی اُس حالت کا نام ہم ذات غیب کہتے ہیں اور جب اپنے اقتضا سے اُس نے ماسوا اللہ کو پیدا کر دیا اُسی کی ذات کی اُس حالت کا نام ہم ذات شہادت رکھتے ہیں اور اُس ذات کو پاکیزگی کا چشمہ ہونے کو ہم روح پاک کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم نے ذات باری کو تقسیم نہیں کیا بلکہ اُسی کی ذات کو اُسی کی ذات کیطرف نسبت دیکر تین حالتیں بیان کی ہیں۔ ہمارے بعض محققین بلکہ مدققین نے انہیں حالتوں کو تین تعین یا تین ظہور سے بھی تعبیر کیا ہے جو بالکل سچ اور حق ہے جسمیں ذرا بھی کلام نہیں۔ ہمارے بعض فضلا نے جو زمانہ حال میں بھی بے مثل یادگار ہیں ڈاکٹر ڈبلیو طامس صاحب ایم اے (پرنسپل اور بانی سابق ڈوینٹی کالج بریلی روہیلکھنڈ صوبہ مغربی شمالی ہندوستان) ان تعینات ذاتیہ کو تین شان بھی فرمایا ہے اور حق فرمایا ہے۔ ہمارے اور علما نے بھی اس کو درجات صفات میں سمجھا ہے اور ساتھہ ہی کہا ہے (چنانچہ ہم پہلے اُس کا اشارہ بھی کر آئے ہیں) کہ ذات اور صفت مگر محض وجود باری جل جلالہ میں کچھہ امتیاز نہیں یعنے ذات صفت ہے اور صفت ذات۔

انجیل کی اصلی زبان یونانی ہے جہاں ذات کے دوسرے مرتبہ کا نام آیا ہے وہاں لوگس لکھا ہے جس کے معنے کاشف اور لوز وغیرہ بھی ہیں۔ اگر ہمارے عام واعظ اور عام مصنف اس بھید کو ذلیل اور ناقص طور پر بیان کریں تو مسیحی دین کا کیا قصور ہے ؟ ہمارے اکثر واعظوں کو عام طور پر تو بولنے کا شعور نہیں وُہ اس مشکل سے مشکل مسئلہ کو کیا بیان کرینگے۔ ہمارے اکثر مصنفوں کو دو چار سطریں عام طرز پر تو لکھنی آتی ہی نہیں وُہ اس حد درجے کے نازک مضمون کو صاف لفظوں کی قید میں کیا لا سکینگے افسوس ہزار افسوس کہ ہمارے نادان سرگرم بھائیوں نے ہمکو نہایت شرمندہ کیا۔ مگر بھی باز نہیں آتے دور از کار بلکہ لغو تاویلیں کرتے ہیں ورنہ تثلیث کا بیان بہت صاف ہے۔

جناب مولوی سید محمد حسین صاحب اغلب موہانی حضرت آپ اس بات کو یاد رکھیں کہ انجیل کی آیتوں میں جہاں کہیں ان تعینات ثلاثہ کا تذکرہ آیا ہے وہاں ہمارے بعض مترجموں نے اب ابن روح ترجمہ کیا ہے تو ان سے ظاہری معنے نہ لینے چاہیئیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تعین اوّل و تعین ثانی و تعین ثالث یا ظہور اوّل و ظہور ثانی و ظہور ثالث یا شان اوّل و شان ثانی و شان ثالث۔ اور یہہ بھی کہ یہہ تعینات ذات کی صفت ہیں اور یہہ صفت عین ذات ہے۔ مختصر یہہ ہے کہ ہمارے فاضلوں نے جنہوں نے انجیل کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا ہے ڈکشنریاں لیکر ترجمہ کر دیا ہے الفاظ کے موقعوں کو نہیں سمجھے گو جو الفاظ اُنہوں نے لکھے ہیں وُہ ڈکشنریوں میں ہیں لیکن اُن ڈکشنریوں میں با موقع رکھنے کا کہیں تذکرہ نہیں ۔

ذرا تأمل کے ساتھہ سوچنے والے کو صاف صاف یہہ پتہ ملسکتا ہے کہ اکثر قوموں نے خدا کی ذات کو قریباً اس نہج سے بیان کیا ہے۔ یہہ دعویٰ ہم اسواسطے نہیں کرتے کہ گویا اُن قوموں کی شہادت کے ہم محتاج ہیں بلکہ اس واسطے اُن کا تذکرہ لے آئے کہ کچھہ ہمارے عقیدہ کے الفاظ ہی انوکھے اور نرالے نہیں بلکہ عقلمند قوموں کے بھی اسی بارہ میں اسی قسم اور



دہی ڈھنگ کے خیالات بلکہ بعضوں کی تحقیقاتیں اور تدقیقاتیں ہیں۔ اہل عرب اگر اِس باریک خیالی میں نہیں پڑے تو یہ آپکے لیے شائد سند ہو سکتے ہیں کسی اَور صاحب ادراک اور باریک خیال قوم کے واسطے سند نہیں ہو سکتے۔ ہمارے علما واعظ اور علم متکلم اور عام ہی مصنف جھٹ پٹ تصنیف اور کلام کرنے اور آرٹیکل لکھنے پر کمر باندھ لیتے ہیں مگر جس زبان میں ایسا کرتے ہیں اُس زبان کی علم الٰہی کی اصطلاحات سے محض نابلد اور ناواقف ہوتے ہیں مسیحی دین کو ہند میں جسقدر اِن حضرات نے بدنام کیا ہی کہیں ایسا بدنام نہیں ہوا۔ تین سو تیرہ برس تک جبکہ مسیحیوں میں دولت اور ثروت اور حکومت اور سلطنت نہتی تب بھی اِس کا اصلی عقیدہ (ہمارے لفظوں میں) یوں ہی تھا۔

اب ہر ایک شخص جس کو عرفان اور خدا شناسی کا شوق ہی ذرا اِس میں غور کرے کہ خدا کی ذات کی اُس حالت کا نام ذات غیب کہنا کیا کفر ہو جاتا ہے؟ یا جب کہ اُس نے اپنے ہی ارادہ سے موجودہ چند ہزار عالم کو پیدا کیا تو اُس کی ذات کی اُس وقت کی اِس حالت کا نام ذات شہادت کہنے میں کونسی بُرائی ہی۔ اور پھر اُسکی ذات کی پاک تاثیروں کو روح القدس یا روحِ پاک نام رکھنے میں کیا قباحت ہی۔ یا اُس کے اِن تینوں کو ذات اور صفت کہنا اور صفت کو ذات سمجھنا خصوصاً جنابِ باری کے بارہ میں کیا نقص ہی۔ گویا آپکا منشا ہی کہ اُس کی ذات کے مختلف ظہوروں کو جو جابجا ناطق شاہد و عقل و تواریخ تجربہ الہام سے بھی مناسب اور انسب اور ٹھیک اور درست ہوں تو بھی نہ ماننا چاہیئے۔ اگر اِس طرح کا فتویٰ ہی تو ہم اِس کو مان کر لارڈ بیکن کے قول کے بموجب احمق حکیم کا لقب نہ لینگے آپ کو اختیار ہی۔

اغلب صاحب اہلِ عرب کی فتوحاتِ اتفاقیہ میں ایسے مستغرق ہیں کہ کوئی دوسری قوم اُن کی نظر میں نہیں جچتی اگر معاف فرمائیں تو کہوں کہ وہ اُنکی ملکی فتوحات سے علم الٰہی کی فتوحات کا نتیجہ نکال بیٹھے ہیں۔ اور یہہ کہ اُن کو سب کچھ جاننے کے دعویٰ نے دانشمند ناداں کے بلند پایہ پر گرا دیا ہوا ہی۔ اگر وہ اب مختلف قوموں کے عرفان کی عینک رکھکر نہ دیکھینگے تو اُن کو بازپرس کے وقت عدم ادراک کا کچھ عذر نہ ہوگا۔

ہم اگلے پرچہ میں جو اِس مختصر مضمون کا خاتمہ کر دینگے اسلام کے اور اَور فرقوں کے عالموں فاضلوں فلاسفروں کے قولوں کا اپنے دعویٰ کی شہادت میں پتے کے ساتھ گر نہایت مختصر طور پر انتخاب اور اقتباس کر کے بھی دکھلائینگے کہ اُنہوں نے اِس مسئلہ میں کیا کیا کہا اور کیا کیا لکھا ہی۔ اگر شیعہ اور مُوحّد (جسکو وہابی بھی کہتے ہیں) اُن کو مستند نہ سمجھیگا تو اُنکو کون ہی کہ دستاویز فخر تصوّر کریگا۔ حالانکہ صداقت جہاں کہیں ہو وہ صداقت ہی ہی۔ بڑی ہی نادانی ہی۔ اگر ہمارا یہہ اصول ہو کہ زید جو ایک نامی تاجر ہو وہیں کی چاء اچھی ہی اور بکر جو نامی نہیں وہاں کی چاء اچھی نہیں تو ہمارا سخت قصور ہی۔ بلکہ ہمارا یہہ اصول ہونا چاہئے کہ اچھی بُری چاء کے پہچاننے کی ہمارے پاس بے عیب کسوٹی ہو جس اُس کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیں کہ یہہ چاء اچھی ہی اور یہہ ناقص نہ کہ یہہ چونکہ یہہ زید کی دکان کی ہی لہذا اچھی ہی اور ہرگاہ کہ یہہ بکر کے ہاں کی ہی لہذا ناقص ہی۔ غرضکہ ہمارے پاس ہر شی کی بہتری اور بدتری کے پہچاننے کے صحیح اصول ہونے چاہئیں پھر وہ شی خواہ عرب کی ہو خواہ یونان کی اور چاہے ہندوستان کی ہو چاہے فرنگستان کی اِس سے کچھ مطلب نہیں۔ مطلب تو مطلوبہ شی کے صحیح طور پر اچھے بُرے جان لینے میں ہی۔

ہمکو اُمید ہی کہ ہمارے مخاطب عالی ظرف اور عالی دماغ ہمارے عقیدۂ تثلیث کی ماہیت کو ماشاءاللہ سمجھ گئے ہونگے خاتمہ میں ذرا اَور مفصل بیان نذر کرینگے۔

راقم م۔ م

مولوی محبوب مسیح کی مشکلاتیں

برادر محبوب مسیح

وہ تحریری اعتراض جو آپ نے بندہ کے پاس بھیجے ہیں اور نور افشاں میں اُنکا جواب طلب کیا ہو اُنکا جواب لکھنے میں مجھ کمترین کو کچھ تامل ہوا کہ آیا اُن کا جواب دیا جاوے یا نہیں۔ کیونکہ معلوم نہ تھا اور اب بھی نہیں ہی کہ آپ نے کس نیت سے وہ سوال تجویز کئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے اعتراض کرنے والوں کی نسبت مشکل سے کوئی اچھے خیال کر سکتا ہی کیونکہ آپ کے سوالوں میں وہ آزادگی ہی جو خدا نے بھی انسان کو نہیں بخشی۔ چند روز ہوئے کہ آپ کے سوالوں میں سے کئی ایک سوال کمترین نے ایک فاضل اور دیندار ولائتی پادری صاحب کو زبانی سُنائے تھے جواب یہہ پایا کہ بڑی بیوقوفی کے سوال ہیں اور وہ سب سے بڑا بیوقوف ہو اُنکا جواب دینے کا خیال کریگا گو یہہ باتیں کمترین کو پسند آئیں اور دل میں سوچا کہ چونکہ آپ نے جواب پانے کی خاطر وہ سوالات مشتہر کروانے ہوئے ہیں اور بہتیروں کے پاس اِسی غرض سے روانہ کر دیتے ہو تو آپ ضرور بڑی مشکلوں میں پڑے ہیں اور ممکن ہی کہ آپکی نیت بھی اچھی ہو۔ مگر دیکھو تو پَوَلُس رسول کمزوروں میں کمزور بنا تھا تاکہ کمزوروں کو نفع میں پاوے اور سب آدمیوں کے واسطے سب کچھ بنا تاکہ ہر ایک طرح سے کتنوں کو بچاوے بس آپکے واسطے بیوقوف کہلانا منظور ہی تاکہ کسیطرح آپکو مسیح میں لاؤں۔ لہذا آپکی مشکلاتوں کا جواب نمبروار تحریر کرتا ہوں مگر آپ پر فرض ہی کہ جوابوں کے اقبال او ر انکار سے اخبار نور افشاں میں مطلع فرماویں۔ ٹ۔ د

پہلی مشکل

خدا لامذہب ہی اور کسی مذہب کا حامی نہیں

خدا محض لامذہب ہی۔ یعنی نہ وہ خود کوئی مذہب رکھتا اور نہ کسی مذہب کا موجد و طرفدار ہی اسلئے کہ وہ کل بنی آدم

موجودین ہدنیاکے نوزائیدہ بچوں کو بالتخصیص ہندوستان و ہندش کسی خاص مذہب کے سیدھا سادہ محض لامذہب پیدا کرتا ہے کہ جس کے سبب سے کل یہودی و عیسائی و محمدی و ہندو وغیرہ ہم لوگ اپنے اپنے نوزائیدہ بچوں کو ابتدا تعلیم طبعی کے واسطے بالکل ہم مذہب بنانا تا عمر اُنکی حالت نادانی و بیچارگی میں بذریعہ عمل ختنہ و بپتسمہ و سنسکار یعنے جنیئو وغیرہ کے ہم مذہب اپنا بنا دمان لیتے ہیں۔ کہ بعض اُن میں سے با اختیار ہو کر اُس سے منحرف بھی ہو جاتے ہیں۔ پس اگر خداوند قادر منجملہ مذاہب مختلفہ کثیرہ موجودہ ہدنیاکے کسی ایک مذہب خاص کو پسندیدہ اپنا مانتا ہوتا تو کل اطفال نوزائیدہ جمیع بنی آدم کو بالضرور بنظر خیرخواہی صرف اُسی ایک مخصوص مذہب پسندیدہ و مقبولہ اپنے کی مہر و نشان سے مخصوص و ممیز پیدا کرتا کہ جس سے کسی کو خاص اُس مہر و نشان والے اطفال کے مذہب پسندیدہ خدا میں پیدا ہونے کی بابت کچھ شک و شبہ نہ رہتا۔ [illegible] +

ظاہر ہے کہ یہ خیال کل مذہب کو ضایع کرتا ہے۔ الہامی اور طبعی دونوں کو۔ اب چونکہ الہامی مذہب یہ طبعی مذہب + کفارۃ المسیح ہے۔ اسلیئے قابل تحقیق یہی امر ہے کہ آیا مذہب طبعی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر انسان سرشتاً مذہبی اور اخلاقی وجود نہیں ہے تو پھر الہامی مذہب کی ایسے لامذہب انسان کو کچھ حاجت نہیں ہے۔ اور نہ الہام اُس میں مذہبی طبیعت پیدا کرنے آیا بلکہ اسلیئے آیا کہ اُسی طبعی مذہب کو جو خراب ہوگیا آراستہ اور بحال کرے۔ پس یہ خیال اِن دونوں سے انسان کو روکتا ہے اور انسان کو حیوان کے برابر ٹھہراتا ہے۔ جو فی الواقعی غلط اور ناممکن ہے +

واضح ہو کہ بچوں کا کسی مقرری مذہبی طریق کی مہر و نشان کے بغیر پیدا ہونا دنیا میں لامذہبی کی سچائی کی دلیل نہیں ہے یہ سچ ہے کہ مروجہ مذہبوں کی ظاہری علامتیں مثل زنار اور ختنہ اور بپتسمہ نوزائیدہ بچوں میں نہیں ہوتیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کسی مذہب میں پیدا نہیں ہوتے یا یہ دنیا میں لامذہبی کی ضرورت کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسی تقریر سے یہ عائد ہوگا کہ جو کچھ گود کے بچے کو حاصل نہیں مثلاً تجربہ اور علم اور منطق اور یہ باتیں بچپن کے بعد کسی وقت حاصل ہوں یا ہونے لگیں تو ما بعد کی تحصیل ارادہ الہی کے برخلاف ہوگی کیونکہ بچپن میں خدا نے اُسے اِن باتوں کے بغیر پیدا کیا۔ اگر خداوند کو یہ باتیں پسندیدہ معلوم ہوتیں تو ہر قسم کا علم و تجربہ وغیرہ انسان میں لدنی ٹھہراتا جس سے کسی قسم کا اختلاف و شک نہ رہتا۔ بدیں نظر برادر محبوب مسیح صاحب کی یہ معرفت جو آپکو اب لامذہبی کی نسبت حاصل ہوئی ہے بچپن میں نہ تھی اور اسلیئے خدا کی مرضی و قدرت کے خلاف ہے اگر یہ نتیجے صحیح ہوں تو کیا اندیشہ ہے اگر مروجہ مذاہب ہاتھوں سے جاتے رہیں۔ پس صاحب خیال ہے کہ صرف مذاہب مروجہ ہدنیا ہی نہیں بلکہ اور سب کچھ جو انسان جانتا اور مانتا ہے بچپن کے بعد کی حاصلات ہیں۔ دیکھیئے آپ خیال اور انسان کا حال کیسا خراب کرتے ہیں۔ تامل +

قطع نظر اس سے حقیقی اور واقعی امر یہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی طبیعت انسان میں فطرتی ہے اور خدا نے انسان کو **مذہب طبعی** کے مطیع کیا تھا اور کرتا ہے اور یہ حقیقت دو وجوہ سے مسلم الثبوت ہے +

اوّل وجہ یہ کہ انسان میں ایک ایسی فطرتی قوت ہے جو نیکی اور بدی کی تمیز ہے۔ نیکی کی تعریف کرتی اور بدی کی تحقیر کرتی ہے۔ نیکی کو قبول کرنے اور بدی کو ترک کرنے کی تحریک کرتی ہے۔ چاہیئے اور نہ چاہیئے واجب اور غیر واجب کا خیال ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کا نام فرض یا شرع ہے اور یوں انسان کی فطرتی طبیعت ہی شاہد ہے کہ وہ ایک شرع کے ماتحت ہے کیونکہ طبیعت سے شریعت کے کام کرتا ہے اور طبیعت ہی سے خدا کی خدائی اور قدرت اُسکے کاموں پر نظر کرنے سے معلوم کرتا ہے اور اسکا نام مذہب طبعی ہے۔ اسمیں ایمانی و اعمالی باتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنے بعض باتوں کو ماننا اور بعض پر عمل کرتا ہے۔ اب سوال ہے کہ کیوں خدا نے انسان کو ایسی طبیعت بخشی ہے اگر خدا کی مرضی انسان کے حق میں یہ ہوتی کہ وہ لامذہب ہو تو فقط حیوانوں کی سرشت اُسے بخشتا اور ایسی طبیعت کے ساتھ اُسے پیدا نہ کرتا۔ اب چونکہ کوئی مخلوق اپنی ہستی اور اپنے ذاتی جوہروں کا آپ ہی خالق نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے ہیں لہذا ثابت ہے۔ ہاں انسانی فطرت سے ثابت ہے کہ خدا کی مرضی ہے کہ انسان اِس طریق کے ماتحت ہووے۔ مگر یہ مذہب انسان کو (ضمیر اور عقل کو) کب حاصل ہوتا ہے۔ اُسوقت حاصل ہوتا ہے جب اُوسا تیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور بچپن میں ماں کی گود میں وہ متفرق قوتیں ناتجربہ کاری اور بےعلمی کی حالت میں ہوتی ہیں (یعنے طبعی مذہب وغیرہ بےعلم ہوتی ہیں) سر آئزک نیوٹن ماں کی گود میں سر آئزک نیوٹن نہ تھا۔ یہی حال ہیلے اخلاقی یا مذہبی قوت کا ہوتا ہے۔ پس ایسی طبیعت کی موجودگی میں انسان کو کہ ہنوز ماں کی گود میں ہے لامذہب کہنا انسان کی فطرت کے خلاف ہے۔ غرضیکہ خدا نے اپنا منشا انسان کی فطرت میں ظاہر کر دیا اور اُسے ایک مذہب میں پیدا کیا اور کرتا ہے جسکا نام مذہب طبعی ہے

دوم تواریخ اِس امر کی شاہد ہے کہ یہ طبیعت انسان میں شروع سے ہے۔ کوئی قوم زمین پر نہیں گذری جو مذہب طبعی کی پابند نہ رہی ہو۔ خالق کا علم و خیال اور نیکی بدی کا علم و خیال قدیم الایام سے ہے۔ انسان کی دینی تواریخ اسی مذہب کی تواریخ ہے۔ اب اسمیں تین باتیں اعتراضاً پیش ہو سکتی ہیں۔ اولاً یہ کہ مذہب طبعی انسان کی اپنی سوچوں کا حاصل ہے۔ اسلیئے خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً کسی شخص یا قوم نے یہ طریقہ سوچا اور اسکا اثر رواں ہوتا چلا آیا۔ ثالثاً مشاہدۂ الہی سے یہ مذہب شروع ہوا اسلیئے مذہب طبعی نہیں ہے! آدم زمین پر آتا اسی کو کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ درحقیقت یہ تینوں باتیں ثابت کرنی ہیں کہ انسان سرشتاً ایک مذہب کے مطیع رہے ہیں اگر اپنی سوچوں کا حاصل ہے تو کیا سبب ہے کہ ہر انسان نے مذہب ہی سوچا اور لامذہبی نہ سوچی۔ پس مذہب طبعی کی یہ عمومیت انسان میں اسکے فطرتی ہونیکی دلیل ہے اور جہاں





نطری ہو وہ خدا کی طرف سے ہی اور بہتیری باتوں میں انسان متفق الرائے نہیں ہے ہیں مگر اس بات میں اختلاف نہیں ہو اکہ انسان صاحب مذہب ہی۔ پھر اگر کچھ عرصہ یا بہت عرصہ ہوا کہ کسی شخص یا قوم نے ایک طبعی مذہب انسانوں کے لئے تجویز کیا تو یہ غلط ہی کیونکہ کوئی ایک شخص یا ایک قوم اُس کی بانی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ایسا ہی ہو تو پھر ثابت کرنا پڑیگا کہ ان کے ہمعصر یا آبا مذہب نہ رکھتے تھے۔ اور پھر اگر مشاہدہ الہی نے یہہ مذہب شروع کیا تو ظاہر ہی کہ خدا نے انسان کو شروع ہی سے ایک مذہب دیا اور انسان بحیثیت درخشت طبیعت سے اُسکی پیروی کرتے رہے ہیں۔ آئیے برادر عزیز حقیقت میں یہی بات صحیح ہی کہ مذہب طبعی اول خدا ہی نے انسان کو سکھایا جس کو روائیت اور نیز انسان کی اخلاقی طبیعت نے ہر قوم میں رواج دے رکھا۔ ہاں انسان میں وہ طبیعت پیدا کیگئی جو اُس مذہب کی قدردان ہو۔ یہہ واقعی حقیقتیں ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ خالق نے انسان کو مذہب دیا۔ پس نوزائیدہ بچوں سے نہ تو لامذہبی ثابت ہی اور نہ مذہب یعنی اگر اُنکی فقط اُسی نوزائیدہ حالت ہی پر اپنی فکر کو ختم کریں یا روک دیں مگر اُنہیں بچوں کی بلوغت صاف ثابت کرتی ہی کہ انسان صاحب مذہب ہی اور اُس مذہب کا تخم یا بنیاد ضرور ہی کہ پہلے ہی سے بچپن میں ہو اور ایسا ہی ہی۔

اب مختلف مذاہب کی بابت جو دنیا میں رائج ہیں معلوم ہو کہ سوائے ایک یعنی بائبل کے سب اُسی مذہب طبعی کا بقیہ ہیں۔ مگر بگڑا ہوا بقیہ۔ اگر انسان اُسی مذہب پر قائم رہتا اور یوں ہی لازم بھی تھا۔ ہاں اُس شرع کے مطیع رہتا جس کے انسان سرشتاً ماتحت کیا گیا تو وہ زیادتیاں اور کمیاں جو نہاں نخ اُس مذہب پر وارد کری ہیں وقوع میں نہ آتیں۔ پر انسان اُس مذہب کو بھول گیا۔ اس سے گمراہ ہو گیا اور اُسے خراب کر دیا اسلئے خدا نے اُس مذہب طبعی کو مشاہدہ ثانی یعنے الہام بائبل سے صحیح طور پر ظاہر کیا اسلئے طبعی اور الہامی مذہب دو مذہب نہیں ہیں اور نہ دنیا کے مختلف مذاہب جدا جدا اور

آزاد طریقے ہیں۔ لیکن ان کے اخراج کا مخرج ایک ہی یعنے مذہب طبعی اور اسلام کا میں اور زیادہ کیا حال سناؤں وہ بھی کوئی مذہب بجائے خود نہیں ہی۔ مگر اس بات کا ایک شاہد ہی کہ جسطرح انسان نے مذہب طبعی کو خراب کیا اور اُس سے گمراہ ہو گیا اسیطرح اُسکی الہامی شرح کو بھی خراب کر کے اس سے گمراہ ہو سکتا ہی۔ اس وجہ سے ظاہر ہی کہ حقیقت میں دنیا یا ایک ہی مذہب ہی اور ایک ہی خدا نے انسان کو دیا۔ اور جب انسان کی طبیعت کا اختیار نہ رہا تو اُس طبعی مذہب کو الہامی مذہب میں شامل کر دیا اسلئے اب الہامی مذہب ہی کو خدا کی طرف سے جاننا اور ماننا چاہئیے۔

راقم

پسرور ضلع } بندہ جی ایل
سیالکوٹ } ٹھاکر داس

اخبارات تاربرقی

پشاور۔ ۲۹ جون۔ ایک شخص وارد جلال آباد سے معلوم ہوا کہ ۱۵ اور ۱۶ جون کو امیر صاحب کی فوج اور شنواریوں کے درمیان ایک سخت لڑائی ہوئی۔ امیر صاحب کی فوج کے دو سو نفر ضائع ہوئے اور شنواریوں کے بہتسے آدمی مارے گئے۔ اُسی روز رات کیوقت شنواریوں نے امیر صاحب کا میگزین مقام پیشن بلاق میں لوٹ لیا +

اور نیز واردین لالپورہ سے واضح ہوا کہ امیر صاحب نے اپنی فوج سرحد شنوار سے جلال آباد کو واپس طلب کرلی ہی اور اکبر خاں لالپورہ کا حاکم اپنی جگہ پر آگیا ہی۔ امیر صاحب نے چار سو جزائلچی سرحد پیشن بلاق پر بنا بر حفاظت مردمان پیشن بلاق مقرر کئیے ہیں۔ شنواری نقصان رسانی پر آمادہ ہیں +

خیبر کی نسبت معلوم ہوا ہی کہ شنواریوں نے پھر قلعہ نازیان لیلیا ہی۔ مغل خاں اور اُسکے ساتھیوں نے امیر کی عملداری پر حملہ کیا۔ تمام مکانات ایک گانو کے مسمار کر دیئے اور مویشی اور بچوں اور اسباب وغیرہ کو لوٹ لیا ہی اور مقام معد ... کو واپس آگئے ہیں۔ امیر کی فوج کے سپاہیوں کے ہتھیار شنواریوں نے چھین لئیے ہیں +

جدہ ۲۹ جون۔ خبر ہی کہ خدیو جہاز کی مصری کمپنی نے محکمہ صحت اٹوماں سے اس بات کا بندوبست کر لیا ہی کہ ہم حاجیوں کو جدہ تک لیجاوینگے +

سکندریہ ۲۹ جون۔ سیلون میں عربی پاشا اور اُسکے ہمراہیوں نے ایک تحریری اقرارنامہ دفتر کرنیل میں یہ مضمون بھیجدیا ہی کہ ہم اپنے ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم لارڈ اے فنزارس کے کہنے کے بموجب گورنمنٹ مصر کی حمائیت میں پناہ گزین ہوئے کیونکہ اس امر میں لارڈ فنزارس کی طرف سے ہمیں تحریک گئی تھی کہ ایسا کرنیسے گورنمنٹ انگریزی کے حق میں فائدہ ہی +

کلکتہ یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ نے یہہ قاعدہ نافذ کیا ہی کہ آئیندہ امتحانوں میں ریاضی کے سوالات میں ⅔ نمبر کتابی سوالات کیواسطے ایک چوتھائی دیگر مسائل کیواسطے جنکو معما کا نام دیکھتے ہیں وضع جایا کریں۔ پہلے امتحان کے نتیجے سے ایسے انتظام کی ضرورت ثابت ہوئی ہی +

مدراس ۳۰ جون۔ یہاں پر ہندوستانیوں کی جانب سے ایک جلسہ تجارتی قائم ہونیوالا ہی اور اس میں صرف ہندو اور مسلمان شریک ہوں گے +

قسطنطنیہ ۳۰ جون۔ سلطان روم نے ایک کمیشن مقرر کیا ہی کہ وہ معاملات آرمینیا میں کچھہ مداخلت کرے +

لنڈن ۳۰ جون۔ روسیوں کی ایک علمی جماعت وسط ایشیا اور نیز تبت کی سیاحت کے لئے مرتب ہو رہی ہی وہ غالباً اگست میں روانہ ہوگی +

کلکتہ ۳۰ جون۔ سب سے بڑی تجویز جسکی نسبت پارلیمنٹ کی توجہ اجلاس حال میں مصروف ہی وہ منچسٹر کی نہر ہی اور اُسکی نسبت ایک اسپیشل کمیٹی کے روبرو بڑی لڑائی ہو رہی ہی۔ یہہ پیشل بائی گر رہا ہی اور سیکڑوں گواہوں کے اظہار لئے جاتے ہیں اور سرکاری وکیلوں اور بارسٹروں کا ایک

لودیانہ

سنیچر کے روز یہاں پربھی اچھی بارش ہوگئی ہے مگر گرمی کی حالت ابھی تک تبدیل نہیں ہوئی ہے دھوپ میں تیزی بدستور ہے +

عرصے سے بابت گدی شاہ شہداء تنازعہ درپیش تھا اور مقدمہ جناب مسٹر کارسٹیفن صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر دائر تھا سوم جولائی کو گدی مذکور چمع شاہ کو ملگئی ہے +

۳ جولائی کو ضلع کی ایک عدالت میں ایک دیوانی مقدمہ دائر تھا دوران مقدمہ میں بعد قلمبندی اظہار گواہان عدالت نے ایک فریق کو کہا کہ تم کمیشن کا ہونا منظور کرتے ہو تاکہ موقع پر جاکر تمہارے مقدمہ کی تحقیقات ہو جاوے سو اسپر اُس نے جواب دیا کہ میرا مقدمہ چاہے ڈوب جاوے مگر میں کمیشن کا تقرر منظور نہیں کرتا ہوں کیونکہ دو مرتبہ دیگر مقدمات میں میں نے کمیشنوں کا احوال اچھی طرح دیکھ لیا اور کمیشن جس سے روپیہ لیتے ہیں اُسی طرف دیتے ہیں انصاف اور تحقیقات کا انکو کچھہ خیال نہیں ہوتا ہے۔ ہر چند عدالت نے کہا مگر اُس نے نہ مانا +

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ کمیشنوں کا تقرر مقدمات میں فریقین کا بہت ہی نقصان کرتا ہے۔ صرف فائدہ ہے تو یہ ہے کہ عدالت زیادتی کام سے سبکدوش ہوجاتی ہے اور جسکو دس پانچ روپیہ دلوادئے اُسپر احسان ہوجاتا ہے مگر فریقین کو کچھہ فائدہ نہیں ہوتا ہے +

اشتہار

از عدالت مسٹر کارسٹیفن صاحب بہادر منتظم جائداد ناداران وجوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع لودیانہ

چونکہ مسمیان نند لال و گوکل مل پسران رتی تو مل قوم کھتری سکنہ لودیانہ نے درخواست ناداری زیر دفعہ ۳۴۴ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء عدالت ہذا میں پیش کری ہے لہذا بمقدمہ مذکور ۳ جولائی ۱۸۸۳ء تاریخ پیشی براے تصفیہ عذرات یا دعاوی قرضخواہان مقرر کیگئی ہے جس کسی کو دعویٰ نسبت ناداران کے ہووے وہ بتاریخ مذکور حاضر ہوکر اپنا دعویٰ پیش کرکے ثابت کراوے اور درخواست خود میں ناداران نے قرضہ حسب ذیل تحریر کیا ہے لہذا براے آگاہی ناداران شتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے

سیٹھ رام وساگر لودیانہ	سرو تادھی لودیانہ	شبدیال ساہو لودیانہ
سہ۲/	لماعہ	لماعہ
گوپی مل بجھابڑہ	اتم چند ساہو	دیونچند و دیوی چند
سمہ	الماعہ	سمہ حار
بستی رام و بانگر رام	جسنا مل سوں بہچوٹو	گنہیا لال ہوستا ل بجھاڑو
الاحد لعہ انبالہ	اعہ انبالہ	السہ حار انبالہ
ہیمی مل جہانگیر مل	کالو مل وارجن مل	نتھو مل
حار	مار	للعہ
سولا مل بانیہ لدھیانہ	بانکے رائے وچیندو مل	سوداگر لال و بھابل
ماعہ	اعہ لدھیانہ	لعاعہ
رادو تا مل بانیہ لدھیانہ	جیندو مل لودیانہ	ہوشیار سنگھ و شمبر چند سہاڑ
ماسہ	صہ	الصہ
سودہول و گنہیا مل	رنجیداس خزانچی	بھاتی چند و
حار	لار	اار
روشا مل	جواہر مل و دلو مل	سانبو مل
سمار	لعہ	للعہ
تھومل لودیانہ	کریتو مل	بیٹھی مل وغیرہ
اعہ	ہہ	ہہ
گھنیا مل وبھجو مل		
اماعہ		

المرقوم ۴ جولائی ۱۸۸۳ء

اشتہار

پنجاب یونیورسٹی انٹرنس کے سوالات کے کاغذات مفصلہ ذیل بابت ۱۸۸۲ء ۱۸۸۱ء راقم کو درکار ہیں +

جس صاحب کے پاس ہوں وہ راقم کے پاس بھیجدے +

قیمت فی پرچہ ۲ بھیجا ویگی +

فارسی۔ اُردو سنسکرت

راقم

وارث الدین۔ عیسائی سوداگر علم ترسر

اشتہار

منادوں کی ضرورت

سیالکوٹ امریکن مشن کے علاقہ پسرور میں کثرت کام کے سبب چند مسیحی واعظوں کی ضرورت ہے۔ معمولی لیاقت کے آدمی درکار ہیں۔ ایسے جو غریبوں میں کام کرنے سے نفرت نہ کرتے ہوں مگر روحوں کی نجات کے عاشق ہوں وہ روحیں خواہ کیسی ہی ہوں جن برادران کی درخواست پسند خاطر ہوگی اُن سے ماہوار کا بندوبست کیا جاویگا درخواستیں مجھ مشتہر کے پاس معہ اسناد بھیجی جاویں + المرقوم ۲۶ جون ۱۸۸۳ء

المشتہر

پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس پسرور ضلع سیالکوٹ

اطلاع

شائقین کی خدمت میں اطلاع کیجاتی ہے کہ ایک کتاب مسیحیایہ المنطق جامع قواعد علم منطق مولوی محمد حسین صاحب ملازم امریکن مشن الہ آباد نے بزبان اُردو نہایت شرح تالیف کی ہے جسمیں اکثر ایسی باتیں ہیں جو مسیحی منادوں کو بہت مفید ہیں اگرچہ کتاب مذکور بڑی ہے یعنے تخمینا ۲۹۲ صفحہ نہیں ہوگی لیکن چھپنے کے بعد اسکی قیمت معہ محصول ڈاک پیشگی دینیوالوں کے واسطے ایک روپیہ سے زیادہ نہوگی اگر دو سو خریداروں کی درخواستیں ہمارے پاس آجائینگی تو فوراً اُسکا چھپنا شروع ہو جائیگا اور بعد اختتام خریداروں کے پاس بہت جلد بھیجی جاویگی + مرقوم ۱۶ جون ۱۸۸۳ء

المشتہر

پادری جے۔ سی۔ آر یونگ صاحب از الہ آباد

امریکن مشن پریس لودیانہ میں پادری ویری صاحب کے اہتمام سے چھپا